انسٹیٹیوٹ آف انٹگرل ٹکنالوجی

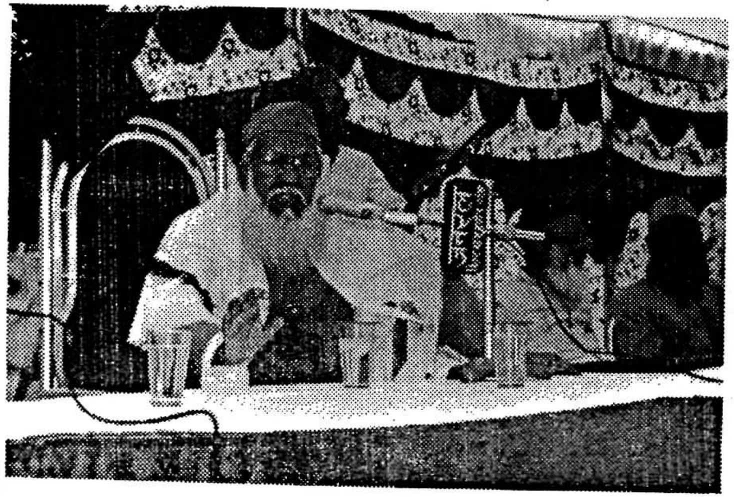
دسولی کرسی روڈ لکھنؤ، یو۔پی (انڈیا)

خطبہ صدارت

حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم

و

مختصر رپورٹ



-: زیرِ اہتمام :-

اسلامک کونسل فار پروڈکٹیو ایجوکیشن

671 - بالدہ روڈ نشاط گنج لکھنؤ

یو۔پی۔ (انڈیا)

فون :- 77716

مقدمہ

مورخہ ۳؍نومبر ۱۹۹۳ء کو اسلامک کونسل فار پروڈکٹیو ایجوکیشن کے لالہ زار پر انسٹیٹیوٹ آف انٹگرل ٹکنالوجی کے سنگِ بنیاد کے موقع پر حضرت مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی دامت برکاتہم نے شہر لکھنؤ کے ہزاروں دانشوروں، ماہرینِ تعلیم اور اربابِ حل وعقد کے سامنے جو معرکۃ الآراء تقریر کی تھی۔ وہ ایک صحیفہ علمی کی حیثیت رکھتی ہے۔ قارئین کی خدمت میں پیش ہے تاکہ یہ غلط فہمی دور ہوسکے کہ علماء دنیاوی علوم کی تحصیل کے مخالف ہیں نیز عصری اور تکنیکی علوم کی تعلیم وتربیت کے انتظام کی پوری ذمّہ داری صرف علماء پر ہی نہیں ہے۔ مولانا کی تقریر کا یہ حصّہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے "یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔ یہ بدعت نہیں کی جارہی ہے بلکہ یہ مسلمانوں کی ایک قدیم سنّت کا احیاء ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمانوں کا ذہن کیوں اس طرف نہیں چلتا، اور ایسا لگتا ہے ان کا ذہن بس شعروشاعری، ادب، موسیقی یا جن چیزوں میں مزہ آئے بس اسی طرف چلتا ہے۔ حالانکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خدا کرے یہ ادارہ شب و روز پروان چڑھے اور یہاں کے فارغ طلباء دورِ حاضر میں ایک اہم رول ادا کرسکیں اور اس طرح کے ادارے ہر جگہ ہر شہر اور ضلع اور صوبے میں قائم ہوں تاکہ مسلمان طلباء زیادہ سے زیادہ استفادہ کرسکیں اور اپنے لئے ایک مقام پیدا کرسکیں۔"

حقیقتاً اس ادارے کے بانیان قابلِ مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس سمت میں ایک مثبت قدم اٹھایا ہے۔ اور یہ بات مزید قابلِ تحسین ہے کہ ثانوی درجات میں دینی ماحول میں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ تکنیکی تعلیم کا پروگرام ہے۔ ان درجات میں تکنیکی تعلیم سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ طلباء کو کارپینٹر، ویلڈر، میکینک یا ٹکنیشین بنا دیا جائے۔ بلکہ اس تعلیم کا مقصد ہے کہ طلبار کو اعلیٰ تعلیم کی جستجو اور شوق کے ساتھ ساتھ انہیں کچھ بنیادی تکنیکی اصول وضوابط سے آشنا کردیا جائے۔ اور وہ تھیوری کو میدان سے نکل کر پریکٹیکل / عملی میدان میں قدم رکھ سکیں۔

جیسا کہ ادارے کے اغراض ومقاصد نیز پروگرام سے ظاہر ہے۔ اس ادارے میں تعلیم کے تین مراحل ہوں گے۔ پہلا مرحلہ اکاڈیمک ہوگا۔ جس میں درجہ ششم سے انٹرمیڈیٹ تک تعلیم ہوگی۔ دوسرے مرحلے میں ایک پالی ٹکنیک کا قیام، اور تیسرے

مرحلے میں ایک مکمل انجینیرنگ کالج کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ دوسرے معنوں میں پوری اسکیم کو سمجھنے کے لئے صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ اس ادارے میں درجہ چھ میں بچوں کو داخل کیا جائے گا اور ایک مکمل انجینیر بنا کر نکال دیا جائے گا۔

اس پورے نظام کی سرپرستی کے لئے ایک بورڈ آف ایڈوائزری کی تشکیل کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل شخصیات پر مشتمل ہے۔

١- مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی	سرپرست اعلا	ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
٢- ڈاکٹر اخلاق الرحمان قدوائی	سرپرست	گورنر بہار
٣- سید وسیم اختر	ایکزیکیوٹو ڈائریکٹر	سابق پرنسپل وعریک سکریٹری
٤- ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی	ڈائریکٹر	مشیر تعلیمی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
٥- مولانا محمد رابع حسنی ندوی	ڈائریکٹر	پرنسپل دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
٦- مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی	ڈائریکٹر	ایڈیٹر "البعث الاسلامی" ندوۃ العلماء لکھنؤ
٧- مولانا واضح رشیدی ندوی	ڈائریکٹر	فیکلٹی آف آرٹ اینڈ لٹریچر ندوۃ العلماء لکھنؤ
٨- انجینیر محمد جلال الدین	ڈائریکٹر	پرنسپل کالج آف ٹکنالوجی جامعہ ملیہ اسلامیہ
٩- انجینیر فیروز احمد خاں	ڈائریکٹر	گورنمنٹ پالی ٹکنیک لکھنؤ
١٠- انجینیر یامین الاسلام خاں	ڈائریکٹر	سابق چیف انجینیر پی ڈبلو ڈی لکھنؤ
١١- انجینیر خواجہ احمد علی	ڈائریکٹر	سابق منیجر ڈھاکہ جوٹ مل بنگلہ دیش
١٢- انجینیر یوسف اختر قریشی	ڈائریکٹر	پرنسپل ہیوٹ پالی ٹکنیک لکھنؤ

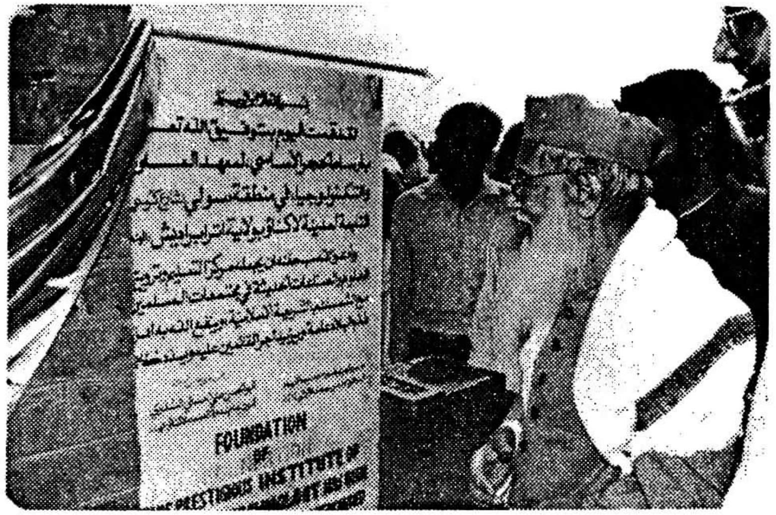
خدا کرے ان حضرات کی سرپرستی میں اور حضرت مولانا کی دعاؤں کے طفیل یہ ادارہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرے۔ نیز یہ ہم سب کا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کہ اس عظیم تحریک میں جو شمالی ہند میں اپنی نوعیت کی پہلی تحریک ہے۔ دامے درمے سخنے تعاون کریں۔ واللہ ولی التوفیق

سید وسیم اختر
ایڈمنسٹریٹر انسٹیٹیوٹ آف انٹگرل ٹکنالوجی
مورخہ یکم جنوری ١٩٩٤ء
کرسی روڈ لکھنؤ یو۔پی۔ (انڈیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ صدارت

مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی



حضرات! حاضرین کے اس مجمع کو جس میں اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات اور انکے ساتھ علمائے کرام بھی تشریف رکھتے ہیں یہ وسوسہ میرے دل میں گذرتا ہے (خدا مجھے معاف کرے) کہ ہمارے معززین حضرات (خاص طور پر جن کی تعلیم جدید علوم کے اندر محدود رہی ہے) کا ذہن کبھی اس طرف منتقل نہ ہوا ہو گا کہ قرآن مجید میں صنعت کا بھی ذکر ہے، اور ان ماہرین کا بھی ذکر ہے، جنھوں نے اپنے وقت میں صنعت سے تعمیری کام لیا اور خدمت خلق انجام دی اور انسانیت کی اور اپنے ہم اعتقاد اور زیر اثر حلقہ کی حفاظت کی، یہ کم لوگوں کے ذہن میں آیا ہے۔ اور جیسا کہ قرآن مجید کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ [١]

اور لوہا پیدا کیا اس میں (اسلحہ جنگ کے لحاظ سے) خطر بھی شدید ہے، اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں، اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے خدا اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں۔ خدا ان کو معلوم کرتے، بیشک خدا قوی (اور) غالب ہے [٢]

[١] سورۃ الحدید ٢٥ [٢] ماخوذ از ترجمہ مولانا فتح محمد صاحب جالندھری

اللہ تعالیٰ احسان رکھتے ہوئے اہمیت کے ساتھ ذکر فرماتا ہے، کہ ہم نے لوہے کو نازل کیا، پہلے خیال کیجئے کہ اس کیلئے عربی میں کئی لفظ ہوسکتے تھے، خلقنا، کہا جاسکتا تھا یعنی "ہم نے پیدا کیا" لیکن نازل کرنے میں جو خصوصیت اور اہتمام ہے اور اس کے ساتھ قدرت اور رحمتِ خداوندی کا جو عنصر شامل ہے وہ کسی اور لفظ سے ادا نہیں ہوسکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ ٹکنا لوجی (Technology) اور ٹکنالوجی ہی نہیں بلکہ فنِ تعمیر (آرکیٹیکچر) بھی ہے۔ اور دوسری چیزیں فنون حرب وغیرہ ہیں۔ جنگی مشقیں ہیں اور جنگی کارروائیاں ہیں، اور کتنے تعمیری اور دفاعی وحفاظتی کام ہیں، ان سب میں لوہا ایک مرکزی کردار ادا کرتا ہے اور کوئی نظام صنعت وحرفت اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ بلسیلوں معدنی دھاتوں کو چھوڑ کر حدید (لوہے) کا انتخاب فرمایا، فرمایا۔ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ ہم نے لوہے کو نازل کیا اس میں بڑی طاقت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے اور اس سے رفعت کا بھی ظہور ہوتا ہے، وہ صرف تلوار بنانے کیلئے نہیں ہے، وہ صرف بندوق ڈھالنے کیلئے نہیں ہے، وہ صرف گولی کو وجود میں لانے کیلئے نہیں ہے، اور اس کو شکل دینے کیلئے نہیں۔ "فیہ منافع الناس"، جو عربی داں حضرات یہاں بیٹھے ہیں وہ جانتے ہیں کہ نکرہ کا صیغہ جو ہوتا ہے اس میں بڑی عمومیت و کثرت ہوتی ہے، تو اس وقت فیہ منافع الناس اس میں بہت سے منافع ہیں لوگوں کے لئے۔

پھر اس کے بعد اتنا ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک پیغمبر حضرت داؤدؑ کا ذکر کرتا ہے کہ عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ۔ ہم نے ان کو زرہ بنانے کا حکم دیا، ہم نے ان کو وہ علم دیا کہ جس سے وہ اجسام انسانی کی حفاظت کا کام لے سکیں۔ ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کردیا، ان کو وہ طاقت عطا فرمائی جس سے کہ وہ لوہے سے شیشہ کا کام لے سکیں، لوہے سے کسی بہت کمزور سے کمزور دھات کا کام لے سکیں۔ اور تخریب ہی نہیں بلکہ تعمیر کا کام لے سکیں، یہ ایک ایک لفظ معجزہ کی حقیقت رکھتا ہے۔

پھر ایک فرد کا معاملہ نہیں بلکہ قرآن مجید اور آگے بڑھتا ہے اور حضرت سلیمان بن داؤد کے خدام (جن میں جن اور انس ہیں) انکے احکام ومنشاء کی تعمیل کرتے ہیں اور صنعتی وتعمیری کارنامہ انجام دیتے ہیں، اور جو وہ چاہتے ہیں وہ بناتے ہیں، اس میں اسکی بھی تصریح کردی کہ وہ تخریبی مقاصد کیلئے نہیں کرتے جب اس میں سلیمانؑ کی رہبری شامل ہے، اس میں ان کا حکم چلتا ہے اور انکے اشارے سے کام ہوتا ہے تو وہ تعمیری ہوگا اور نافع خلائق ہوگا، "یعملون لہ مایشاء"، یہ نہیں کہ جو چاہیں وہ بنالیں، جو وہ چاہتے ہیں بناتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے، ان چیزوں کی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو اللہ کے منشاء کے مطابق اور نبی کو جو پیغام دیا جاتا ہے اور جو مقام عطا ہوتا ہے اس کے تقاضوں اور اس کی خصوصیات کے مطابق اسکو استعمال ہونا چاہیئے، ساری دنیا کی خرابی یہ ہے کہ وہ چیزیں تخریبی اور

سلبی (Destructive & Passive) مقاصد کیلئے استعمال کی گئیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ "یعملون لہ مایشاء" وہ آزاد نہیں تھے جو چاہتے بناتے، لوگوں پر حملہ کرتے اور قوموں کو تباہ کرتے اور ملکوں کو پامال کرتے۔

میرا اندازہ ہی نہیں تجربہ ہے کہ اسلامی تاریخ کا اس نقطۂ نظر سے اس عنوان کے تحت بہت کم مطالعہ کیا گیا، کہ مسلمانوں نے کیا صنعتی ترقی کی اور اس وقت کی جو موجودہ دنیا ہے جسے ترقی یافتہ دنیا کہتے ہیں، سائنسی دنیا Progressive دنیا ہے۔ وہ علم کے مسلح معدنیات سے مسلح دنیا ہے، اس میں کتنا حصہ کتنا contribution مسلمانوں کا ہے۔

مثال کے طور پر ایک بات کہتا ہوں، فلسفہ میں دو چیزیں ہیں ایک قیاس جس کو Inductive Logic کہتے ہیں یہ ایک تاریخی حقیقت اور مسلمہ واقعہ ہے کہ سائنس ٹکنالوجی، اور علوم عمرانیہ کا وجود میں آنا اور ترقی کرنا منطق استقرائی کا رہین منت ہے، اور یورپ میں سائنس اور اس کی شاخوں کا ظہور، اور تجربہ اور ایجاد کا عہد اس وقت سے شروع ہوا جب سے کہ اس نے قیاس کے بجائے استقراء سے کام لینا شروع کیا، اور یہ استقراء کا اصول اور منطق استقرائی عربوں کا عطیہ ہے جو اندلس (اسپین) کے راستہ سے یورپ میں آیا، گستاؤلی بان (Gustave Lebon) جو مشہور ومسلم مورخ ومصنف ہے لکھتا ہے:

"لوگ تجربہ اور مطالعہ واستقرائی منطق (Inductive Logic) کو جو علم جدید کی اصل کی حیثیت رکھتے ہیں، بیکن (Francis Bacon) کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر اب یہ اعتراف کیا جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل طور پر عربوں کی ایجاد ہے"[1]

قیاس یہ ہے کہ آپ پہلے سے ایک نظریہ قائم کرلیں اور کہیں کہ ایسا ہوتا ہے، اس کے بعد جو چیز آئے اس کے ماتحت کردیں، اس پر apply کریں اور کہیں کہ یہ ایسا ہی ہوتا ہے، محض اپنی ذہانت سے یا اپنے محدود تجربہ سے، کیونکہ تجربہ غیر محدود نہیں ہوتا، آپ نے ایک کلیہ قائم کیا کہ فلاں چیز میں یہ اثر ہے اور اس کے بعد آپ نے خود دوسری چیزیں دیکھیں ان کو اس کے ماتحت اس کی لائن میں جو سمت ہے آپ نے اس کو ڈال دیا۔ یہ قیاس دنیا کے تمام فلسفہ پر پوری دنیا پر یہاں تک کہ یونانی فلسفہ پر بھی چھایا ہوا ہے، یونان کے تذکرہ کے ساتھ ذہن خود بخود جاتا ہے کہ یونان نے قیاس میں اس قدر ترقی کی، اور ہمارے یہاں بھی جو منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں وہ زیادہ تر یونانی فلسفہ پر مبنی ہیں،

---

[1] "تمدن عرب (از ڈاکٹر گستاؤلی بان، (اصل ترجمے سے ترجمہ از عماد الملک سید علی بلگرامی)

استقراء یہ ہے کہ مختلف جزئیات کو دیکھ کر اور ان کا تجربہ کر کے اور ان سب کو برت کر اور ان میں جو چیز قدر مشترک (Common Factor) ہے اس کو اصول بنائے اس کا نام استقراء، اور یورپ کے سائنس کے مورخوں نے، جنھوں نے سائنس کی تاریخ پر کتابیں لکھی ہیں، یا یورپ کی ترقی پر کتابیں لکھی ہیں، ان کا اس پر اتفاق ہے کہ یورپ کی ترقی اور اس کی عالمگیر صنعتی فتوحات وایجادات وترقیات کی بنیاد "استقراء" پر ہے اور اس کو سب جانتے ہیں، کہ استقراری اصول اسپین سے آیا ہے، اسپین کے استقراء کا اصول نہ آیا ہوتا تو یورپ ترقی نہ کر پاتا، اس لئے کہ آپ دیکھئے کہ پانی میں یہ خاصیت ہے، فلاں نے فلاں چیز کو دیکھا اس میں یہ خاصیت ہے، اپنی طرف سے ایک اصول آپ نے جلدی سے بنالیا، قیاس کرلیا، بلکہ اتنا بھی نہیں، اس کو دیکھنے کی بھی ضرورت نہیں، اپنی ذہانت سے آپ نے کہا کہ ایسا ہوا کرتا ہے اور اس کے بعد ساری چیزوں کو اس کے ماتحت لے آئے اور ان سب پر آپ نے اپلائی کیا لیکن یہ صحیح نہیں ہے، اصل جو چیز ہے وہ استقراء ہے کہ آپ جلدی نہ کریں، چیزوں کو دیکھیں، ان کی خاصیتوں کو دیکھیں، ان کے عمل کو دیکھیں، درخت کو بھی دیکھیں، پتے کو بھی دیکھیں، پھول کو بھی دیکھیں، زمین کو بھی دیکھیں، مختلف اشیاء کو بھی دیکھیں، اور پھر اس کے بعد دیکھیں کہ ان میں مشترک چیز کیا ہے، اس کے بعد کلیہ بنائیں، کہ جب یہ چیز ہوتی ہے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے، یہ استقراء جو ہے اس نے یورپ کے دماغ کو ایک نئی روشنی عطا کی، اور ایک نیا میدان عطا کیا، اور سائنس کی ترقی اسی دن سے شروع ہوئی، اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ اس کام کا یوم پیدائش کیا تھا، جیسے انسانوں کا ہوتا ہے تو میں کہوں گا کہ اس کا یوم پیدائش وہ دن ہے جس دن استقراء کو یورپ نے مانا اور استقراء کو اسپین سے حاصل کیا۔

اسی طرح اس علاقہ میں جس کو ماوراء النہر کہتے ہیں، جس میں بخارا، سمرقند وغیرہ شامل ہیں (اور اتفاق سے میں چند دن پہلے اس سے ہو کر آیا ہوں)، وہاں بڑے بڑے حکماء، فلسفی اور موجد ومحقق پیدا ہوئے۔ شیخ الرئیس ابن سینا کی کتاب "القانون" ہے، آج بھی اس سے استفادہ کیا جاتا ہے اور حیرت ہوتی ہے اس کی حکمت پر اور اس کے وسیع تجربہ پر اور ذہانت پر کہ کس طرح اس نے اعضائے انسانی اور خلقت انسانی کے خواص سمجھے ہیں، اور بتائے ہیں، اور امراض کی تشخیص کی اور ان کا علاج بتایا، اس طرح مختلف میدانوں میں عالم اسلام نے وہ ترقی کی جو یورپ کے لئے

ایک بنیاد بن گئی اور اس نے وہاں سے اپنا سفر شروع کیا ہے، اور یہ بات بڑی غلط فہمی اور کم علمی پر مبنی ہے کہ انسانی ترقی سائنس کی اور جو سائنٹیفک علوم ہیں ان سب کی ترقی یورپ سے شروع ہوئی ہے۔ اور یورپ اس کا گویا معلّم اوّل ہے، یہ بات مطالعہ کی کمی، نظر کی کوتاہی اور عصبیت پر مبنی ہے، مجھے خدا نے موقعہ دیا کہ میں اسپین گیا اور میں نے اسپین کو خوب دیکھا، اور میں نے اس کے ایک کونہ طلیطلہ (Toldo) سے لے کر غرناطہ (Granada) تک گیا، میں نے الحمراء کا قصر دیکھا، شہر دیکھا، قرطبہ کی مسجد دیکھی، اور وہاں کی عمارتیں اور آثار قدیمہ دیکھے، اسی طریقہ سے بغداد میں اور جہاں مسلمانوں کے دار السلطنت ہیں وہاں آپ کو مسجدیں ملیں گی جس پر حیرت ہوگی کہ اس زمانہ میں یہاں تک لوگ کیسے پہونچ گئے تھے، یقین نہیں ہوتا ہے کہ ان کو اس طرح بنایا جاسکتا ہے، اور یہاں البیرونی جیسے لوگ پیدا ہوئے جو ہندوستان آئے اور ان کا تاریخ میں اعتراف کیا گیا ہے، کہ بہت سے ایسے نظریات ہیں جو سب سے پہلے ان ہی لوگوں نے پیش کئے ہیں۔

یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ایک بدعت کی جارہی ہے، میں اپنی دینی اصطلاح میں بول رہا ہوں، کہ بہت سے لوگوں کو اس بدعت سے روکا جائے، یہ بدعت نہیں ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کی ایک قدیم سنّت کا احیاء ہے اور اس کو زندہ کیا جارہا ہے، اور مسلمانوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ اور مسلمان ان میدانوں میں بھی بہت سی قوموں سے آگے رہے ہیں، میرا مطالعہ یہ ہے میں سفر کرتا رہتا ہوں اور مختلف تعلیمی حلقوں اور اداروں میں جاتا ہوں، اور ہندوستان ہی میں نہیں ہندوستان سے ملحق خطوں میں بارہا گیا ہوں کہ مسلمان اس زمانہ میں ٹکنالوجی اور سائنس کے میدانوں میں پیچھے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا ذہن ادب اور شاعری میں زیادہ چلتا ہے، فنون لطیفہ کی طرف زیادہ چلتا ہے اور بعض لوگوں نے یہ کلیہ بنالیا کہ مسلمان تو بس جس میں لطف آئے اور جس میں سرور ہو اور حُسن ہو، ذائقہ بھی ہو۔ اس میں مسلمانوں کا ذہن زیادہ چلتا ہے، باقی وہ چیزیں جو ذرا جفاکشی چاہتی ہیں، صبر چاہتی ہیں یا جس میں دیر لگتی ہے اور جو بے مزہ معلوم ہوتی ہیں، اس میں کم چلتا ہے، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ بہت ہی مستعجلانہ فیصلہ ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں کہ ہمارے شہر میں یہ ایک مرکز قائم ہو رہا

ہے، اور ایسے مرکز کی ہر شہر میں ہر جگہ قوم کو ضرورت ہے اور مسلمانوں کو ایسے ادارے چلانے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اب بھی سیاست یا جمہوریت اور علم وفن کے اس دور میں اب بھی ٹکنالوجی کی، صنعت کی، اور تحقیقات کی اور سائنس کی مختلف شاخوں کی پوری اہمیت ہے، اور افادیت ہے اور خیال ہوتا ہے کہ یہ اہمیت اور بڑھے گی، اور ہم ہندوستان میں عزت کی زندگی اپنی محنت سے اور اپنی صلاحیت سے گزارنے پر قادر اور خود کفیل بننے کے قابل اس وقت تک نہیں ہوسکتے جب تک کہ ہم ان میدانوں میں بھی مہارت حاصل نہ کرلیں اور کم سے کم اس سے ہم کام نہ لے سکیں۔

میں اس ادارہ کے قیام پر مبارکباد دیتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ترقی دے، اور اس کی شاخیں قائم ہوں مختلف اضلاع میں، اور مسلمانوں کو ان علوم سے جو بیگانگی اور جو بُعد پیدا ہوگیا ہے وہ دور ہو اور وہ ان اداروں سے ایسے ماہر بن کر نکلیں کہ وہ پھر ملکوں کو، وہاں کی طاقتوں کو اور ان سب کے راز کو سمجھنے بلکہ ان کو بنانے تک کی صلاحیت پیدا کرلیں تاکہ مسلم ممالک اور مسلم معاشرہ کی جو اقدار Values اور اجیاء (Goals) اور مقاصد میں ان کی حفاظت کر سکیں، یہ بہت بڑی خدمت ہوگی اور اسلام کو طاقت دینے کا بڑا ذریعہ ہوگا اور یہ اپنے کسبِ معاش کے ساتھ ساتھ ایک کثیر الفوائد کام ہوگا،

ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور دعاء کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں، آپ سب حضرات بھی میرے ساتھ دعا کریں۔
